نصاب زکوۃ

پر

ایک تحقیقی نظر

رفیع اللہ

پچھلے پچاس ساٹھ سالوں میں جو معاشی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں ان کی وجہ سے اکثر اشیا کی قیمتوں میں تقریباً دس گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ بعض صورتوں میں یہ اضافہ اس سے بھی زیادہ ہے مثلاً قربانی کے جانور (بھیڑ بکری وغیرہ) جو اس زمانے میں پانچ چھ روپے میں دستیاب ہو جاتا تھا اب سو روپے میں بھی نہیں ملتا۔ ان اضافوں کا لازمی اثر نصاب زکوۃ پر بھی پڑنا چاہئے تھا لیکن اس تمام عرصے میں زکوۃ کے نصاب کی حد پچاس روپے ہی بتائی جاتی رہی ہے یعنی زکوۃ صرف اسی شخص پر واجب الادا ہے جس کی آمدنی پچاس روپے سے زائد ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو۔

معلوم نہیں یہ پچاس روپے والا نصاب کیسے مشہور و مستعمل ہو گیا حالانکہ خود ہمارے علماء کے حساب کے مطابق زکوۃ کا یہ نصاب نہ اس وقت پچاس روپے بنتا تھا اور نہ آج۔ ہمارے علماء کی تصریحات کے مطابق یہ حساب یوں تھا :—

" زکوۃ نقرہ پر اس وقت واجب ہوتی ہے کہ ۵۲$\frac{1}{2}$ تولہ چاندی ہو جاوے اور طلائی ساڑھے سات تولہ پر زکوۃ واجب ہوتی ہے (۱)۔

آج کے نرخوں کے حساب سے اس سونے چاندی کی قیمت نکالی جائے تو روپوں میں نصاب یہ ہوگا :۔

---

(۱) عزیز الفتاوی فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد سوئم و چہارم صفحہ ۳ سوال نمبر $\frac{۵۷۳}{۹۶}$ کے جواب میں

سونے کا نصاب = ۷½ تولے × ۱۲۵۶۰۰ روپے = ۹۳۷٫۵۰ روپے
چاندی کا نصاب = ۵۲½ تولے × ۳٫۲۵ روپے = ۱۷۰٫۶۲ روپے

یعنی جن لوگوں کے پاس صرف سونا ہوگا چاندی وغیرہ نہ ہوگی تو ان پر زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب کہ ان کے سونے کی قیمت اور نقدی ملا کر سرمایہ کی مالیت ۹۳۷٫۵۰ روپے سے اور ہوگی اور جن لوگوں کے پاس صرف چاندی ہوگی سونا مطلقاً نہ ہوگا ان کا نصاب زکوۃ چاندی اور نقدی ملا کر ۱۷۰٫۶۴ روپے ہوگا ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کچھ سونا ہے اور کچھ چاندی تو پھر کیا صورت ہوگی فقہاء امت میں سے بعض کو تو یہ اصرار ہے کہ سونے اور چاندی کا علیحدہ علیحدہ نصاب ہی شمار ہوگا ۔ ان کو آپس میں نہ ملایا جائے ۔ کچھ فقہاء جہاں چاندی کے ساتھ سونا ملانے کے حق میں ہیں وہاں امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح اور فقہاء کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ نصاب کی غرض کے لئے چاندی کو سونے کے ساتھ ملایا جائے ۔

فان عند مالك وأبی حنيفة وجماعة انها تضم الدراهم الی الدنانير فاذا كمل من مجموعهما نصاب وجبت فيه الزكوة (۲)

(امام مالک رح اور امام ابو حنیفہ رح کے ، اور کچھ لوگوں کے نزدیک دراہم (چاندی) کو دنانیر (سونا) کے ساتھ ملایا جائے جب ان کے مجموعے سے نصاب مکمل ہو جائے تو اس میں زکوۃ واجب ہوگی ۔)

اس مسلک کے مطابق زکوۃ کا نصاب وہ نصاب بھی ہوسکتا ہے جو سونے اور چاندی کا اوسط ہو یعنی $\frac{۱۷۰٫۶۲ + ۹۳۷٫۵۰}{۲}$ = ۵۵۴٫۶۱ روپے ۔

(۲) بدایة المجتهد و نهاية المقتصد للعلامة ابن رشد مطبوعہ مصر ۱۹۵۲ جلد اول صفحہ ۲۴۸ ۔

مسئلہ نصاب سے ہماری غفلت

زکوۃ کا یہ نصاب تو اس حساب کے مطابق ہوگا جسے ہمارے علماء نے اختیار فرمایا تھا معیشیت میں نئی تبدیلیوں کی وجہ سے اس نصاب میں کچھ خامیاں پیدا ہوگئی ہیں اس لئے اس پر ایک تحقیقی نظر ڈالنا ضروری ہے۔ ہمارے ہاں تو اقتصادی مسائل کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر گئی ہیں لیکن نصاب زکوۃ کے مسئلہ کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دی گئی۔ حالانکہ فقہاء رحمہم اللہ اقتصادی مسائل کو جو اہمیت دیتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اس کی تحقیق کے لئے کتنی صعوبتیں اور اخراجات برداشت کرتے تھے۔

علامہ ابن ہمام قاضی ابو یوسف رح کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں :—

عن الحسن بن الوليد القرشي ، وهو ثقة ، قال: قدم علينا أبو يوسف من الحج ، فقال : انى اريد أن افتح عليكم باباً من العلم ، اهمنى ' ففحصت عنه ، فقدمت المدينة فسألت عن الصاع فقالوا : صاعنا هذا صاع رسول الله صلعم ، قلت لهم : ما حجتكم فى ذلك ، فقالوا ، ناتيك بالحجة غداً ، فلما اصبحت : اتانى نحو من خمس شيخاً من ابناء المهاجرين والانصار مع كل رجل منهم الصاع تحت ردائه كل رجل منهم يخبر عن ابيه و اهل بيته أن هذا صاع رسول الله صلعم فنظرت فاذا هى سواء قال فعيرته فاذا خمسة ارطال وثلث نقصان لعير (۳)

(۳) شرح فتح القدير للعلامة ابن همام مطبوعه مصر الجزءالثاني صفحه ۴۱

(حسن بن الولید قرشی سے روایت ہے (اور وہ ثقہ راوی ہیں) کہ قاضی ابو یوسف حج کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم پر علم کا ایک اہم دروازہ کھولنا چاہتا ہوں - جس کی میں نے خوب تحقیق کی ہے - جب میں مدینہ منورہ گیا تو حضور صلعم کے صاع کے متعلق دریافت کیا - اہل مدینہ نے اپنا صاع پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ صاع حضور صلعم کا ہے - میں نے دلیل مانگی تو انہوں نے دوسرے دن دینے کا وعدہ کیا چنانچہ دوسری صبح میرے پاس مہاجرین اور انصار کی اولاد سے پچاس بزرگ حاضر ہوئے- ہر ایک کے پاس ان کی چادر کے نیچے صاع تھا اوران میں سے ہر شخص اپنے آبا و اجداد سے یہ روایت بیان کر رہا تھا کہ یہی صاع نبی صلعم کا ہے پس جب میں نے اس کی تحقیق کی تو سب برابر تھے اور ان کی پیمائش ۵⅓ رطل سے کچھ کم تھی -)

فقہاء رحمہم اللہ تو نصاب کے مسئلہ کی تحقیق کے لئے اتنی کوششیں فرماتے تھے - حالانکہ حضور صلعم کے عہد کو گزرے ہوئے ابھی قلیل عرصہ ہوا تھا - لیکن ہماری غفلت ملاحظہ ہو کہ صدیاں گزر گئی ہیں اس مسئلہ کی طرف کوئی دھیان ہی نہیں دیا - اگر اس میں کچھ تبدیلیاں بھی ہوئی ہیں تو اجتہاد کا دروازہ بند ہونے سے پہلے - اس وقت جو نصاب ہمارے ہاں مروج ہے وہ اس نصاب سے بڑی حد تک مختلف ہے جس کا رواج دور نبوی میں تھا - اس مبارک عہد میں دو قسم کے درہم مروج تھے :-

قال : کانت الدراھم قبل الاسلام کباراً و صغاراً فلما جاء الاسلام و ارادو ضرب الدراھم وکانوا یزکونھا من النوعین فنظروا الی الدرھم الکبیر فاذا ھی ثمانیة دوانیق و الی الدرھم الصغیر فاذا ھو اربعة دوانیق فوضعوا زیادة الکبیر علی نقصان الصغیر فجعلوھا درھمین سواء کل واحد ستة دوانیق - (٤)

---

(۴) شرح فتح القدیر ، جلد ۱ صفحہ ۵۲۲

(زمانہ قبل اسلام سے پہلے دراھم چھوٹے بڑے تھے ۔ جب اسلامی دور آیا تو دراھم بنانے کا ارادہ کیا گیا ۔ ابھی تک لوگ دونوں قسم کے دراھم سے زکوۃ ادا کرتے تھے انہوں نے بڑے دراھم کا وزن کیا جو آٹھ دانق تھا ۔ چھوٹے دراھم کا وزن چار دانق تھا تو انہوں نے ان دونوں دراھم کا اوسط نکال کر چھ دانق کا درھم بنایا ۔)

یعنی صدر اسلام میں تین قسم کے دراھم سے زکوۃ ادا کی جاتی تھی جن کی تفصیل یہ بنتی ھے :—

(۱) درھم کبیر کا وزن = آٹھ دانق
(۲) درھم اوسط " = چھ دانق
(۳) درھم صغیر " = چار دانق

ھم خالص جدید پیمائشی قاعدے سے ان راھم کا وزن تولوں میں منتقل کرتے ھیں جس سے معلوم ھو جائے گا کہ ھمارے حساب کے لحاظ سے دور نبوی میں زکوۃ کا نصاب کیا تھا ۔ ایک قدیم دانق کا وزن ۴۷۲ء. گرام ھے ۔ اس حساب کے لئے گرام کا وزن اس لئے معتبر ھے کہ اس میں غلطی کا امکان بہت کم ھے اس کی وجہ یہ ھے دنیا کا کوئی خطہ ھو اور کیسی ھی آب و ھوا کیوں نہ ھو اس کا وزن ھر جگہ ایک مکعب سینٹی میٹر مقطر پانی کے برابر ھوتا ھے(۵)۔ یہ چیز دوسری اجناس مثلاً گیہوں ، جو وغیرہ میں ممکن نہیں ۔ چنانچہ دور نبوی میں مروج مختلف دراھم کا گراموں کے حساب سے نصاب یوں ھوگا ۔ جبکہ ایک پرانا دانق = ۴۷۲ء گرام :—

(۱) درھم کبیر = ۸ دانق × ۴۷۲ء گرام = ۳ء۷۷۶ گرام
(۲) درھم متوسط = ۶ دانق × ۴۷۲ء ,, = ۲ء۸۳۲ ,,
(۳) درھم صغیر = ۴ دانق × ۴۷۲ء ,, = ۱ء۸۸۸ ,,

اور ھمارے ملک کے حساب سے ان کے تولے یہ بنیں گے

۱ گرام = ۱۵ء۴۳۲۳۵ گرین

۱۸۰ گرین = ایک تولہ

---

(5) Gram is the weight of a cubic centimetre of distilled water at 4°c.

(۱) درهم کبیر کا نصاب = ۲۰۰ درهم × ۳٫۷۷۴ = ۷۵۵٫۲ گرام

(۲) درهم متوسط کا نصاب = ۲۰۰ × ۲٫۸۳۲ = ۵۶۶٫۴ ،،

(۳) ،، صغیر ،، ،، = ۲۰۰ × ۱٫۸۸۸ = ۳۷۷٫۶ ،،

نمبر (۱) کا وزن تولوں میں = $\frac{\text{۱۵۴۳٫۲۳۵} \times \text{۷۵۵٫۲}}{\text{۱۸۰} \times \text{۱۰۰}}$ = ۶۴٫۷۴۶۸ تولے

نمبر (۱) ،، ،، ،، = اسی حساب سے = ۴۸٫۱۲۰۲ ،،

نمبر (۳) ،، ،، ،، = ،، ،، = ۳۲٫۳۷۳۴ ،،

باوجود احتیاط کے اس حساب میں بھی غلطی کا امکان ہے اس لئے جو صاحب اس کے اہل ہوں وہ مزید تسلی کر سکتے ہیں ۔ ایک دفعہ پھر اس حقیقت کو ذہن میں لائیے کہ صدر اسلام میں لوگ ان تینوں نصابوں کے کے مطابق زکوۃ ادا کرتے رہے اور یہ بات بالبداہت معلوم ہو رہی ہے کہ ہمارا موجودہ مروج نصاب ان میں سے کسی کے مطابق بھی نہیں ۔ اس تفاوت کے باوجود حضور صلعم نے اپنی زندگی میں اس کا تعین وصول کنندگان زکوۃ کی صوابدید پر چھوڑ رکھا تھا کہ جس درہم میں چاہیں معاملہ کریں تاہم حضرت عمر رض نے عملی یکسانیت پیدا کرنے کے لئے درہم متوسط کو ہی رواج دینا مناسب خیال کیا بلکہ بعض روایات میں تو یہاں تک آیا ہے کہ یہ اوسط وزن بنایا ہوا بھی انہی کا ہے :—

قیل أخذ عمر رضی اللہ عنہ من کل صنف درهما فخلطہ فجعلہ ثلاثة دراهم مساویة ۔ (۶)

کہا گیا ہے کہ حضرت عمر رض نے ہر تین قسم کے درہم ملا کر ان کے تین مساوی درہم بنائے ۔

حضرت امیر معاویہ رض کے زمانہ میں رومیوں نے جدید نظام کے تحت دانق کا وزن بڑھا کر ۹۲ء۰ گرام کر دیا ۔ سہولت کی خاطر زیاد نے بھی امیر

(۶) شرح فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۵۲۲

معاویہ رض کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اس نئی تبدیلی کا لحاظ کرتے ہوئے درہم کا وزن بڑھا دیں - تاہم انہوں نے ایسا نہ کیا اور درہم کے وزن میں صرف معمولی سا اضافہ فرما دیا جس سے اس کا وزن ۲ء۸۵ گرام ہو گیا -

خلیفہ عبد الملک کے زمانے تک باوجود ایک متوسط درہم کے دوسرے ناقص درہم بھی ساتھ کے ساتھ چلتے رہے جس کی وجہ سے پیچیدگیوں کا پیدا ہونا ناگزیر تھا - چنانچہ انہوں نے سب علماء کو اکٹھا کر کے پھر ایک معیاری درہم بنوایا : جو اسلامی سکہ کے نام سے مشہور ہوا -

قال أبو عبيد إن الدراهم لم تكن معلوم القدر حتى جاء عبد الملك بن مروان فجمع العلماء فجعلوا عشرة دراهم سبعة مثاقيل (۷)

(ابو عبید رض فرماتے ھیں کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کے زمانے تک دراھم میں اچھا خاصا فرق تھا انہوں نے علماء کو اکٹھا کر کے اس کا فیصلہ کیا اور دس دراھم کو سات مثاقیل کے برابر قرار دیا -)

یہی سکے آثار قدیمہ سے بڑی تعداد میں ملے ھیں اور آج کل مختلف عجائب گھروں کی زینت بنے ہوئے ھیں - فقہ کے چاروں مذاھب کے ائمہ نے اسی کو اختیار کیا تھا اور اسی کے مطابق آج تک عمل ھو رہا ھے - چنانچہ اس کے مطابق سکہ کا سرکاری حساب یوں مروج ھوا -

الدينار مثقال و المثقال درهم و ثلاثة اسباع . الدرهم و الدرهم ستة دوانيق و الدانق قيراطان والقيراط طوجان والطوج حبتان والحبة سدس ثمن درهم وهو جزء من ثمانية وأربعين جزءاً من درهم (۸)

---

(۷) نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار للعلامۃ شوکانی مطبوعہ مصر ۱۹۶۱ جلد ۴ صفحہ ۱۴۸

(۸) ایضاً

ایک دینار ایک مثقال

ایک مثقال = $1\frac{3}{7}$ درہم

ایک درہم = ۶ دانق

ایک دانق = ۲ قیراط

ایک قیراط = ۲ طوج

ایک طوج = ۲ حبہ

اس حساب سے حبہ درہم کا $\frac{1}{48}$ حصہ بنا یعنی اس کی اڑتالیسویں جز -]

دانق کا وزن نئے رومی نظام کے مطابق ٫۴۹۲ گرام کر دیا گیا جو ابھی تک رائج ہے اس طرح ایک درہم کا وزن ۲٫۹۵۲ گرام ہو گیا جس سے نصاب کا وزن ۵۹۰٫۴ گرام بنتا ہے اور اس کے تولے ۵۰٫۶۱۸ بنتے ہیں آج کل کے نرخوں سے ان چاروں نصابوں کی قیمت روپوں میں یہ ہوگی -

چاندی کا نرخ

(۱) درہم کبیر کا نصاب = ۶۴٫۷۴۶۸ × ۳٫۲۵ روپے فی تولہ = ۲۱۰٫۴۴ روپے

(۲) درہم اوسط کا نصاب = ۴۸٫۱۲۰۲ × " " " = ۱۵۷٫۸۳ "

(۳) " صغیر کا نصاب = ۳۲٫۳۷۳۴ × " " " = ۱۰۵٫۲۲ "

(۴) درہم عبدالملک کا نصاب ۵۰٫۶۱۸ × ۳٫۲۵ = ۱۶۴٫۵۰ روپے

سونے کا نصاب

یہ تھا چاندی کا نصاب جس میں فقہاء کے درمیان کوئی خاص اختلاف نہیں - سونے کا نصاب تو ابتدائی طور پر بھی ان کے درمیان مختلف فیہ ہے - جمہور کے نزدیک اگرچہ یہ بیس دینار ہی ہے لیکن حنابلہ کے نزدیک ۲۵ دینار اور کچھ کے نزدیک چالیس دینار ہیں -

فان أكثر العلماء على أن الزكوة تجب فی عشرین دیناراً وزناً كما تجب فی مائتی درهم هذا مذهب مالك والشافعی وأبی حنیفة وأصحابهم وأحمد و جماعة فقهاء الامصار وقالت طائفة منهم الحسن بن ابی الحسن البصري وأكثر اصحاب داؤد بن علی لیس فی ذهب شئی حتی یبلغ أربعین دیناراً - (٩)

اکثر فقہاء اس پر متفق ہیں کہ سونے کا نصاب وزن کے حساب بیس دینار ہیں جیسا کہ چاندی کا دو سو درہم - امام مالک رحہ امام شافعی رحہ امام ابو حنیفہ رحہ اور امام احمد رحہ اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے- تاہم فقہاء کا ایک گروہ جن میں حسن بصری رحہ اور داؤد بن علی کے اکثر شاگرد شامل ہیں کے نزدیک سونے کا نصاب چالیس دینار ہیں - بعض حنابلہ کے نزدیک نصاب ٢٥ دینار ہیں (١٠)

ہمارے ہاں کے مروج حساب کے مطابق بیس دینار کے ½٧ تولے بنتے ہیں لیکن درہم کا جو حساب ہم نے گراموں کے ذریعہ نکالا ہے اس سے یہ وزن ٧ء٢٣ تولے بنتا ہے - اب ان مختلف نصابوں کے لحاظ سے روپے میں ان کی قیمت یہ ہوگی -

		تولے		روپے		
(١)	مروج نصاب	= ٧ء٥٠	×	١٢٥١	=	٩٣٧ء٥٠ روپے
(٢)	گراموں کے حساب سے	= ٧ء٢٣	×	١٢٥	=	٩٠٦ء٠٠ روپے
(٣)	۴٠ دینار کے نصاب کے حساب سے	= ١۴ء۴٦	×	١٢٥	=	١٨١٢ء٠٠ روپے
(۴)	٢٥ دینار " "	= ٩ء٠۴	×	١٢٥	=	١٢٣٢ء٠٠ روپے

(٩) بدایة المجتهد لابن رشد جلد ١ صفحه ٢۴٧ -

(١٠) الفقه علی المذاهب الاربعة طبع خامسة جلد ١ صفحه ١٨١

قربانی کا نصاب

قربانی کا نصاب بھی عام طور پر وھی بتایا جاتا ھے جو زکوۃ کا ھے یعنی جس کے پاس پچاس روپے ھوں گے وہ قربانی دے گا ۔ حالاں کہ خود فقہاء کے اصول کے مطابق اس سلسلے میں زکوۃ کا صرف وھی نصاب معتبر ھونا چاھئے جو شریعت نے مختلف جانوروں کی صورت میں مقرر کیا ھے ۔ اگر ھر جنس کے لئے صرف اسی جنس کا نصاب معتبر ھے تو قربانی کے لئے بھی یہی اصول کیوں نہ لازمی ھو ۔ مختلف جانوروں کا نصاب یہ ھے (۱۱)

بھیڑ بکری کا نصاب

لیس فی اقل من اربعین من الغنم السائمۃ صدقۃ (۱۱)

(چالیس سے کم چرنے والی بھیڑ بکریوں پر کوئی زکوۃ نہیں ۔)

آج کل ان جانوروں کی اوسط قیمت ۱۰۰/- روپے فی راس ھے اس حساب سے کل قیمت یہ بنے گی = ۴۰ × ۱۰۰ = ۴۰۰۰/- روپے ۔

چنانچہ جن لوگوں کا کاروبار بھیڑ بکریوں تک محدود ھوگا ان پر زکوۃ تب واجب ھوگی جب ان کے پاس چار ھزار روپیہ کا سرمایہ ھوگا ۔

گائے کا نصاب

شریعت میں گائے کا نصاب یہ ھے :—

ولیس فی اقل من ثلاثین من البقر السائمۃ صدقۃ (۱۲)

گائیوں پر زکوۃ تب واجب ھوگی جب ان میں سے چرنے والے جانوروں کی تعدا تیس سے اوپر ھوگی ۔)

متوسط گائے کی قیمت اگر تین صد روپیہ ھی فرض کر لی جائے تو ان لوگوں کا نصاب جن کا کاروبار انہی جانوروں تک محدود ھے نو ھزار روپیہ ھوگا ۔

---

(۱۱) ھدایۃ مع شرح فتح القدیر جلد اول صفحہ ۵۰۲

(۱۲) ایضاً صفحہ ۴۹۹

اونٹوں کا نصاب

عربوں کا اصل سرمایہ یہی اونٹ تھے - اس لئے ان کا نصاب تمام نصابوں میں ایک معیاری حیثیت رکھتا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اگر تمام نصابوں کو ملا کر ان کا اوسط نکالا جائے تو وہی نصاب بنتا ہے جو شارع نے اونٹوں کے لئے مقرر فرمایا ہے -

ولیس فی اقل من خمسة دود صدقة (۱۳)

(پانچ سے کم اونٹوں پر زکوۃ نہیں -)

آجکل ایک متوسط درجہ کے اونٹ کی قیمت چھ صد روپیہ ہے - اس لئے جن لوگوں کا کاروبار اونٹوں کی تجارت تک محدود ہوگا ان کا نصاب تین ہزار روپے بنے گا -

غلہ کا نصاب

غلہ کے نصاب میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف ہے :—

واما النصاب فيه فانهم اختلفوا فی وجوبه فی هذا الجنس من مال الزكوة فصار الجمهور الى ايجاب النصاب فيه وهو خمسة اوسق والوسق ستون صاعاً باجماع (۱٤)

(غلہ کے نصاب میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے - لیکن جمہور کے نزدیک اس میں نصاب ضروری ہے اور وہ پانچ وسق ہے اور ہر وسق کا وزن بالاجماع ساٹھ صاع ہے -)

پھر صاع کے وزن میں اختلاف ہے :—

(۱۳) ہدایة مع شرح فتح القدیر صفحه ۴۹۴

(۱۴) بدایة المجتهد جلد ۱ صفحه ۲۵۶

" والصاع عند أبی حنیفة و محمد رحمهما الله ثمانیة ارطال بالعراق وقال ابو یوسف رحمة الله لقوله علیه السلام صاعنا اصغرا الصیعان ـ (١٥)

(امام ابو حنیفه رح اور امام محمد رح کے نزدیک صاع آٹھ رطل عراقی ہے - لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے اس فرمان نبوی کے مطابق کہ ہمارا صاع سب سے چھوٹا صاع ہے -)

ہمارے ملک کے حساب سے منوں میں اس کا وزن یہ ہوگا ـ

١) بحساب آٹھ رطل پانچ اوسق غلہ کا وزن

		سیر	من
(جب کہ صاع تقریباً $3\frac{1}{2}$ سیر کا ہو)	=	١٠ —	٢٦
$5\frac{1}{3}$ " " " پانچ اوسق "	=	$30\frac{1}{2}$ —	١٨

اور آجکل کے اوسط نرخ کے حساب سے اس کی قیمت یہ ہوگی ـ

آٹھ رطل کے حساب سے نصاب کی قیمت	= ٥٢٥٫٠٠	روپے
$5\frac{1}{3}$ " " " "	= ٣٨٨٫٥٠	روپے

اگرچہ تمام محدثین نے اسی دوسرے صاع یعنی $5\frac{1}{3}$ رطل والے صاع ہی کو ترجیح دی ہے تاہم ہمارے ہاں آٹھ رطل والا مروج ہے ـ

اجناس کے بجائے قیمت کا ادا کرنا

قیمتوں کا یہ حساب ہم اس لئے کرتے آئے ہیں کہ فقہاء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر جنس کی زکوۃ اس کی جنس کی بجائے اس کی قیمت میں بھی ادا کی جاسکتی ہے :-

ویجوز دفع القیم فی الزکوۃ عندنا ـ فلو ادی ثلاث شیاہ سمان عن اربع وسط جاز (١٦)

(١٥) ہدایہ مع شرح فتح القدیر جلد ٢ صفحہ ٣٠
(١٦) ایضاً جلد ١ صفحہ ٥٠٧ — ٥٠٨

(همارے نزدیک (احناف کے) زکوۃ قیمت کے حساب سے دینی جائز ہے مثلاً اگر زکوۃ میں چار اوسط بھیڑیں دینی ہیں تو ان کی بجائے تین موٹی تازی جو قیمت میں ان کے برابر ہوں دے دی جائیں تو جائز ہے) ۔

زمانہ صدر اسلام میں نقد لین دین کا رواج بہت ہی محدود تھا اور وہ بھی بڑے شہروں تک ۔ سرے سے اسلامی سکہ کا رواج ہی خلیفہ عبد الملک کے زمانہ میں شروع ہوا تھا ۔ اس زمانے میں زیادہ تر کاروبار تبادلہ اشیا کی صورت میں ہوتا تھا ۔ اس لئے لوگوں کی سہولت کے لئے ہر جنس کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر کر دیا گیا تھا اور گمان غالب یہی ہے کہ اس زمانے میں ان اجناس کی اوسط قیمت ایک دوسرے کے نصاب کے تقریباً تقریباً برابر ہوگی اگر کوئی فرق بھی ہوگا تو معمولی ہوگا ۔

رفتہ رفتہ تبادلہ اشیا کا نظام بالکل ختم ہوچکا ہے اور ہر قسم کے کاروبار کا معیار یہی سکہ قرار پا گیا ہے ۔ عبد الملک کے زمانہ میں جب سکہ کا سرکاری رواج شروع ہوا تو فقہاء رحمهم الله نے بھی مختلف اجناس کی زکوۃ میں اس جنس کے بدلے قیمت کا ادا کر دینا جائز قرار دے دیا تھا ۔ جو ہم ابھی ابھی نقل کر چکے ہیں ۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں جب مختلف دراہم کی وجہ سے زکوۃ کے نصاب میں پیچیدگیاں پیدا ہوئیں تو آپ نے اس مسئلہ کا حل یوں کیا کہ سب دراہم کا اوسط نکال کر ایک معیاری درہم بنایا تھا ۔

همارے زمانے میں جب کہ مختلف اجناس کی قیمتوں میں ان کی اهمیت کی وجہ سے بڑا تفاوت پیدا ہو گیا ہے اور ان کا نصاب شمار کرنے میں پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں ۔ تو انہیں ختم کرنے کے لئے کیوں نہ وہی طریقہ استعمال کیا جائے جو حضرت عمر نے استعمال فرمایا تھا اور ان تمام اجناس کے نصابوں کو ملا کر ایک اوسط نصاب تیار کر لیا جائے ۔ آجکل کے حالات کے پیش نظر یہ مسئلہ بڑی سخت اهمیت اختیار کر چکا ہے اور اہل علم کے گہرے غور و فکر کا محتاج ہے امید ہے جو حضرات اس کے اہل ہیں وہ پہلی فرصت میں اس

اہم مسئلہ کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے - ان کی سہولت کے لئے ایک اوسط نصاب پیش خدمت ہے جو ان تمام نصابوں کی قیمتوں کو جمع کر کے نکالا گیا ہے جو پچھلے صفحات میں دی جا چکی ہیں -

اوسط نصاب

(۱)	سونے کا نصاب	=	۹۳۷٫۵۰	روپے
(۲)	چاندی کا نصاب	=	۱۷۰٫۶۲	”
(۳)	بھیڑ بکری کا نصاب	=	۴۰۰۰٫۰۰	”
(۴)	گائے کا نصاب	=	۹٬۰۰۰٫۰۰	”
(۵)	اونٹوں کا نصاب	=	۳٬۰۰۰٫۰۰	”
(۶)	غلہ کا نصاب	=	۵۲۵٫۰۰	”

اوسط کا نصاب ۱۷٬۶۳۴٫۰۰ ... -/۲۹۳۹ روپے

۶

یہ اوسط نصاب اس نصاب کے عین مطابق ہے - جو عربوں کے ہاں معیاری حیثیت رکھتا ہے یعنی اونٹوں کا نصاب - جس کی طرف ہم پہلے بھی اشارہ کر آئے ہیں- آج کل کے ماہرین معاشیات کا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ اس سے کم آمدنی والے لوگ ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ ہوں - ہماری اس تمام کوشش کا مقصد یہ ہے کہ اہل علم حضرات اس مسئلہ کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی طرف توجہ فرمائیں اور تمام حالات اور معاشی تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نصاب زکوۃ کا صحیح صحیح تعین فرمائیں -